مفتی محمد شاکر صاحب قاسمی مدنی استاذ تخصص فی الحدیث
مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر

رکعات تراویح

''تراویح'' ترویحہ کی جمع ہے، ''ترویحہ'' اس نشست کو کہتے ہیں جس میں کچھ آرام کے لئے بیٹھا جائے، چونکہ تراویح کی چار رکعتوں پر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دعا پڑھی جاتی ہے اور اس طرح کچھ آرام مل جاتا ہے، اس لئے تراویح کی چار رکعت کو ایک ترویحہ کہتے ہیں اور پوری تراویح میں پانچ ترویحہ ہیں، اس لئے پانچوں کا مجموعہ تراویح کہلاتا ہے۔

رمضان المبارک میں عہد نبوی سے لے کر آج تک اسی پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پر امت کے سواد اعظم کا عمل رہا ہے، لیکن ایک شرذمۂ قلیلہ جن کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے، یہ شور وغوغا مچا رہی ہے کہ یہ عمل سنت کے خلاف اور بدعت ہے، جس کی وجہ سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے، اس لئے سطور آئندہ میں اس بات کو واضح کرنے کی طالب علمانہ کوشش کی گئی ہے کہ بیس رکعت ہی عین سنت اور احادیث وآثار سے ثابت ہے اور اس کے برخلاف بات کرنے والوں کی گفتگو میں کوئی دم نہیں ہے، تاکہ امت مسلمہ حق بات پر اطمینان وسکون سے گامزن رہ سکے اور ان لوگوں کے بہکاوے میں نہ آئے، اللہ ربّ العزت ہر ایک کو حق بات قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)

تراویح سے متعلق احادیث وآثار میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تراویح میں تدریجاً (آہستہ آہستہ) ترقی ہوئی ہے جس کو ہم ذیل میں نمبر وار تحریر کرتے ہیں:

(۱) **مطلقاً ترغیب**: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں رمضان المبارک کی راتوں میں نماز پڑھنے کی صرف ترغیب فرمائی، چنانچہ بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَه' مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ**'' (صحیح البخاری حدیث نمبر ۳۷، ۲۰۰۹ وصحیح مسلم حدیث نمبر ۱۸۱۵) یعنی جو شخص رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے نماز پڑھے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز تراویح کی ترغیب فرمائی ہے، نہ تو نماز پڑھنے کو ضروری قرار دیا اور نہ ہی رکعات کو بیان فرمایا۔

(۲) **سنت ہونے کی صراحت**: صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**إِنَّ رَمَضَانَ شَهْرٌ افْتَرَضَ اللّٰهُ صِيَامَه' وَإِنِّيْ سَنَنْتُ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِيَامَه' فَمَنْ صَامَه' وَقَامَه' إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّه'**'' (صحیح ابن خزیمہ: ۳۳۵/۳ حدیث نمبر ۲۲۰۱) یعنی رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے اور اس کی تراویح کو میں نے مسلمانوں کے لئے سنت قرار دیا ہے، لہٰذا جو شخص ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھے اور اس کی تراویح کو ادا کرے، وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوجاتا ہے، جیسا کہ اس دن تھا جس دن پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں تراویح کے سنت قرار دینے کی نسبت خود اللہ ربّ العزت کی طرف فرمائی ہے، چنانچہ ایک مرتبہ رمضان المبارک سے ایک روز قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے دوران فرمایا تھا ''**شَهْرٌ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَه' فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا**'' (صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۱/۳ حدیث نمبر ۱۸۸۷) یعنی رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ تعالیٰ نے فرض اور تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔

(۳) **عملی ثبوت**: چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ترغیبی اقوال کے بعد کچھ لوگوں نے رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا شروع کردیا جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ''**كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ شَيْئٌ مِنَ الْقُرْآنِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ أَوِ السِّتَّةُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ**'' (مسند احمد: ۲۶۷/۶، حدیث نمبر ۲۶۳۵۰) یعنی مسجد نبوی میں رمضان المبارک میں لوگ رات میں الگ الگ جماعتوں میں نماز پڑھتے تھے، جس شخص کو قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد ہوتا، اس کے ساتھ پانچ چھ یا اس سے کم یا زیادہ لوگ مل کر نماز تراویح پڑھتے تھے۔

(۴)بغیر اطلاع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنا: روایات میں آتا ہے کہ جب رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز پڑھتے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر بتائے آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آکر آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا پھر دوسرے شخص آئے، وہ بھی کھڑے ہوگئے، پھر تیسرے شخص، یہاں تک کہ ہم لوگ ایک جماعت ہوگئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احساس ہوا کہ میرے پیچھے کچھ لوگ کھڑے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مختصر کرکے ختم کردی اور گھر میں تشریف لے جاکر نماز پڑھنے لگے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۶۲۵)

اس روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا کہ میرے پیچھے کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، لیکن جب معلوم ہوا تو نماز ختم کرنے کے بعد منع نہیں فرمایا، اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت بذریعہ وحی مطلع کردیا جاتا، اس لئے کہ نبی کو کبھی بھی غلطی پر برقرار نہیں رکھا جاتا۔

(۵)مسجد یا گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول میرے ساتھ رات میں ایک معاملہ پیش آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کیا؟ تو کہا کہ میرے گھر کی عورتوں نے کہا کہ ہمیں قرآن یاد نہیں ہے، لہٰذا تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ تو میں نے ان کو آٹھ رکعت نماز پڑھادی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ (مسند ابی یعلی: ۳۳۶/۳ حدیث نمبر ۱۸۰۱)، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو مسجد کے گوشہ میں دیکھا، تو دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ تو بتایا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن یاد نہیں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں یہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ٹھیک کیا، یا فرمایا کہ بہت اچھا کیا۔ (ابوداؤد حدیث نمبر ۱۳۷۹)

(۶) خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر والوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو جمع فرماکر ۲۱ویں شب کو تہائی رات تک نماز پڑھائی پھر ۲۲ویں کو آدھی رات تک اور ۲۳ویں کو دوتہائی رات تک نماز پڑھائی اور ۲۴ویں کو اپنے اہل خانہ کو حکم فرمایا کہ غسل کریں اور پوری رات نماز پڑھائی، اس کے بعد گھر والوں کو جمع نہیں فرمایا۔ (قیام رمضان للمروزی حدیث نمبر ۱۰) اس روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو تین رات مختلف مقدار میں نماز پڑھائی ہے۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل خانہ اور دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ باجماعت تراویح ادا کرنا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۲۳ویں شب کو تہائی رات تک نماز تراویح پڑھائی، پھر ۲۴ویں کو چھوڑ کر ۲۵ویں شب میں آدھی رات تک نماز تراویح پڑھائی، تو ہم نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! کاش ہمیں آپ پوری رات تراویح پڑھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ امام کے ساتھ آخر تک نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے پوری رات کا ثواب ملتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۶ویں شب چھوڑ کر ۲۷ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ اتنی دیر تک نماز (تراویح) پڑھائی کہ ہمیں سحری کے چھوٹنے کا اندیشہ ہونے لگا۔ (سنن ابی داؤد: ۱۳۷۷، سنن الترمذی: ۸۰۶، سنن النسائی: ۱۳۶۴، سنن ابن ماجہ: ۱۳۲۷)

(۸) فرضیت کے خوف سے جماعت کا ترک کرنا: صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان میں) ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی، لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی، پھر دوسری رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، تو مقتدیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر تیسری یا چوتھی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تراویح کے لئے مسجد میں تشریف نہ لائے اور صبح آکر فرمایا کہ میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا تھا، لیکن میں اس اندیشہ سے مسجد نہیں آیا کہ کہیں نماز تراویح تم پر فرض نہ کردی جائے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۸۱۹) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فرضیت کا خوف نہ ہوتا تو آپ ضرور تشریف لاتے اور پورے رمضان تراویح پڑھاتے۔

(۹) بیس رکعت تراویح کا ثبوت: یہ بات مسلّم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے صحیح سند اور غیر مضطرب روایت کے ساتھ رکعات تراویح کا کوئی متعین عدد ثابت نہیں ہے، لیکن متعدد ضعیف روایات میں بیس رکعت تراویح کا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ (۲۲۵/۵ حدیث نمبر ۷۷۷۴) میں حبر امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: ''إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے، اسی طرح تاریخ جرجان (ص:۱۴۲) میں ہے:''خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعت (چار فرض اور بیس تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھائی۔

یہ روایات گرچہ سنداً ضعیف ہیں، لیکن ان کا ضعف کسی طرح قابل اشکال نہیں، کیونکہ محدثین کرام کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کو امت میں تلقی بالقبول (امت کے ہر طبقہ میں قبولیت) حاصل ہو، اس کا ضعف کوئی حیثیت نہیں رکھتا، چنانچہ ان روایات کو خلفاء راشدین حضرت عمر وعثمان وعلی، مہاجرین وانصار اور بڑے بڑے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ ہر ایک نے تسلیم کیا ہے، مختصر یہ ہے کہ چند گنے چنے افراد کو چھوڑ کر پوری امت نے ان روایات پر عمل کیا ہے۔

(۱۰) **تراویح عہد صدیقی میں:** خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بہت مختصر تھا، طرح طرح کے نئے فتنوں سے مقابلہ کی وجہ سے تراویح میں کوئی خاص تدریج نہیں ہوئی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف تراویح کی رکعتوں کا کوئی شمار نہیں تھا، جس کی جتنی مرضی ہوتی تھی اتنی ہی رکعتیں پڑھ لیا کرتا تھا۔

(۱۱) **تراویح عہد فاروقی میں:** سنن ابی داؤد کی روایت ہے:''أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ على أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً''(سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۴۳۱) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا، وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

خلیفۂ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اسلام لانے کے لئے خصوصی دعا فرمائی، اور جن کے دامنِ اسلام سے وابستہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام کو سربلندی نصیب فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد قرآنی تعلیمات کے مطابق تربیت پائی اور اللہ تعالیٰ کے فیضانِ بے کراں اور توفیق کامل کی وجہ سے قرآنی زندگی کے ساتھ اسلامی شریعت وآداب کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتے رہے، قرآن کریم کے مقاصد پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا، اللہ ربّ العزت نے آپ کو اعلیٰ درجہ کی قوتِ فکر وفہم سے نوازا تھا، متعدد مواقع پر آپ کی جو رائے تھی، بالکل اسی کے مطابق قرآن کریم میں اللہ ربّ العزت نے آیات نازل فرما کر تاقیامِ قیامت آپ کی اصابتِ رائے پر مہر تصدیق وتائید ثبت فرمادی۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر اتنا اعتماد تھا کہ امت کو ان کی اقتدا کا حکم فرمایا، چنانچہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرو۔ (سنن ترمذی/ المناقب/ مناقب ابی بکر وعمر/ الرقم: ۳۶۶۲)

اسی طرح بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم جس راستے سے گذرتے ہو شیطان اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری/ بدء الخلق/ صفۃ ابلیس وجنودہ/ الرقم: ۳۱۲۰)

لہٰذا جو حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کو بدعت کہتے ہیں ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر غور کرنا چاہئے، اور یہ سوچنا چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت کا ہی حکم کیوں دیا؟ نہ اس سے کم نہ زیادہ؟ کوئی نماز کتنی رکعت اور کس طرح پڑھی جائے؟ یہ کوئی عقلی چیز نہیں ہے کہ عقل سے سوچ کر بتادی جائے، نماز کا طریقہ اور رکعتوں کی تعداد یہ وہ امور ہیں جن میں عقل واجتہاد کا ذرا بھی دخل نہیں، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت کے حکم کو تمام صحابہ کا تسلیم کرلینا سوائے اس کے کچھ اور نہیں ہوسکتا کہ خود حضرت عمر وعثمان وعلی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح قول یا فعل سنا یا دیکھا ہوگا، بغیر اس کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تسلیم کرلینا ممکن نہیں، کیونکہ یہ عقلی اور اجتہادی چیز نہیں تھی۔

(۱۲) **تراویح عہد عثمانی میں:** دامادِ رسول سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی، چنانچہ بیہقی میں سائب بن یزید کی روایت میں ہے''كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ: وَكَانُوْا يَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنَ وَكَانُوْا يَتَوَكَّؤُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ''(سنن کبریٰ: ۲/۴۹۶ حدیث نمبر ۴۸۰۱) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں (صحابہ وتابعین) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور امام سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

(۱۳) تراویح عهد حیدری میں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ (۲۲۳/۵ حدیث نمبر ۷۷۶۳) میں حضرت ابوالحسناء کی روایت ہے ''أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمُ فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔

(۱۴) تراویح دور ائمه اربعه میں: جس طرح تمام صحابہ کرام بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے کسی کے یہاں بیس رکعت سے کم تراویح کا ثبوت نہیں ملتا۔ (تفصیل کے لئے مذاہب اربعہ کی کتب فقہیہ کو دیکھا جائے)۔

(۱۵) تراویح حرمین شریفین میں: مسجد حرام مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ ۲۰ رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے، چنانچہ جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے سابق استاذ شیخ محمد علی صابونی نے اپنے رسالہ ''**الهدي النبوي الصحيح في صلاة التراويح** ''میں خلافت راشدہ سے لیکر سعودی حکومت تک مکہ مکرمہ اور مسجد حرام میں مسلسل بیس رکعات تراویح پڑھنے کا ثبوت پیش کیا ہے، اسی طرح مسجد نبوی کے مشہور استاذ اور مدینہ منورہ کے قاضی شیخ عطیہ سالم نے اپنی کتاب ''**التراويح أكثر من ألف عام في المسجد النبوي** ''میں ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے کم پڑھنا کبھی بھی ثابت نہیں۔

قارئین کرام! اب تک کی گفتگو سے یہ بات روز روشن کی طرح بالکل واضح ہو چکی ہے کہ اصل سنت تراویح ۲۰ رکعت ہی ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے اور اس پر اعتراض کرنے والے خلفاء راشدین، اہل مکہ و اہل مدینہ، ائمہ اربعہ، جمہور علماء کرام اور کروڑوں مسلمان کے مخالف ہیں، اس لئے آپ خود فیصلہ کریں کہ حق بجانب کون ہے؟

تراویح اور غیر مقلدین: غیر مقلدین بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہتے ہیں اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت قرار دیتے ہیں، مذکورہ بالا گفتگو کی روشنی میں اب اس کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ اس پر گفتگو کی جائے لیکن قارئین کرام کی تسلی کے لئے غیر مقلدین کی سب سے مضبوط دلیل کو یہاں پیش کر کے اس کا جائزہ بھی پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ روایت تراویح سے تعلق رکھتی ہے یا نہیں، چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''**مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَافِيْ غَيْرِهَا عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّى أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثًا** ''۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۴۷ و صحیح مسلم: ۱۷۵۷) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چار رکعت پڑھتے تھے کہ بس ان کے حسن اور درازی کے بارے میں مت پوچھو، پھر چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور درازی کے بارے میں پوچھو ہی مت، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بھی اور رمضان کے علاوہ (بقیہ گیارہ مہینوں) میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز رات میں نہیں پڑھتے تھے، اسی وجہ سے غیر مقلدین نے قیامت تک کے لئے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تراویح آٹھ رکعت ہی ہے، حالانکہ بخاری ہی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت ہے جس میں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: ''**سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةً سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ** ''(صحیح البخاری: ۱۱۳۹) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سات رکعت کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ رکعت فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ پڑھتے تھے۔

آپ دیکھئے کہ اس روایت میں ہمیشہ آٹھ رکعت پڑھنے کی تردید ہو رہی ہے اور دونوں روایتیں بخاری شریف کی ہیں؛ اس لئے غیر مقلدین صحیح اور ضعیف کہہ کر بھی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ بخاری شریف کی ان دونوں روایتوں اور ان جیسی دیگر روایتوں کا تعلق تہجد سے ہے، تراویح سے نہیں، ان روایات کا یہی مطلب جمہور امت نے سمجھا ہے اس لئے غیر مقلدین کا ان روایات کو تراویح کی دلیل میں پیش کرنا سراسر غلط ہے۔

غیر مقلدین کا اپنے مستدل روایت کے خلاف عمل: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جس روایت کو غیر مقلدین اپنی سب سے مضبوط دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں، وہ خود اس کے خلاف عمل کرتے ہیں، چنانچہ غیر مقلدین تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھتے ہیں، حالانکہ اس روایت میں چار چار رکعت کا ذکر ہے، اسی طرح غیر مقلدین وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں، جب کہ اس روایت میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے اور اگر

کبھی تین رکعت وتر پڑھتے بھی ہیں، تو دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت علیٰحدہ پڑھتے ہیں، جب کہ روایت میں دو رکعت پر سلام پھیرنے کا ذکر نہیں ہے۔

غیر مقلدین کی سینہ زوری: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آٹھ رکعت تراویح کا حکم دیا تھا بیس رکعت کا نہیں، چنانچہ جو روایت اس کی دلیل میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی سرسری جائزہ ملاحظہ فرمائیں، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ (مؤطا امام مالک: ۱۴۴ حدیث نمبر ۲۵۱، سنن کبریٰ للبیہقی: ۲/۴۹۶ حدیث نمبر ۴۸۰۰)

اس روایت میں دس باتیں قابل غور ہیں: (۱) اس روایت میں رمضان کا تذکرہ نہیں (۲) اس روایت میں تراویح کا نام نہیں (۳) اس کی تائید میں دوسری روایات نہیں (۴) کتنے دن یہ نماز پڑھائی ہے اس کی صراحت نہیں (۵) اس روایت پر مہاجرین وانصار کا عمل نہیں (۶) اس روایت پر صحابہ کا اجماع نہیں (۷) اس روایت پر ائمہ اربعہ میں سے کسی کا عمل نہیں (۸) اس روایت پر اجماع امت نہیں (۹) اس روایت پر خلفائے راشدین صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ متبوعین میں سے کسی کا عمل نہیں (۱۰) یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، اور غیر مقلدین کس طرح یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم کر رہے ہیں حالانکہ دوسری جگہ ان کے عمل کو بدعت کہتے ہوئے تھکتے نہیں، ان دس اشکالات کا جواب غیر مقلدین سے مطلوب ہے اور یقین ہے کہ وہ کسی طرح جواب نہیں دے سکتے، ہماری طرف سے اس روایت کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حد درجہ اضطراب کی شکار ہے، اسی وجہ سے امت مرحومہ کے سواد اعظم نے اس پر عمل نہیں کیا۔

لہٰذا ان تمام معروضات کی روشنی میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ غیر مقلدین کا آٹھ رکعت تراویح کا دعویٰ بالکل بے دلیل اور بے بنیاد ہے اور رکعات تراویح کی صحیح تعداد بیس ہی ہے جس پر قرناً بعد قرنٍ چودہ سو سال سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو حق بات قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)